29 نومبر 1963

ازعدالت عظمیٰ

ڈاکٹر یش پال سہی

بنام

دہلی انتظامیہ

(پی۔بی۔گجیندر گڈ کر اور کے۔سی۔داس گپتا، جسٹس) ز

منشیات اور جادو کے علاج (قابل اعتراض اشتہار) ایکٹ، 1954 دفعہ 2(ڈی)، 3، 7، 14(1)(سی)–"کسی بھی اشتہار کی اشاعت میں کوئی حصہ لینا"–جس کا مطلب ہے–اگر ہندوستان کے علاقے کے اندر بھیجنا شامل ہے–ثبوت کا بوجھ–دفعہ 14(1)(سی) کے تحت آنے والی شرائط۔

اپیل کنندہ نئی دہلی کے ہومیو پیتھک ہسپتال کا مالک ہے۔وہ"ہومیو پیتھک ڈاکٹر" کے نام سے ایک جریدہ چلاتے ہیں۔ ایک مسری سنگھ کی درخواست پر اپیل کنندہ نے مذکورہ جریدے کی کاپیاں اور وی پی پی کی دوائیوں کی فہرست بھیجی۔مسری سنگھ نہ تو رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر تھے اور نہ ہی تھوک یا خوردہ کیمسٹ تھے حالانکہ وہ اپنے کلرک کے طور پر رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر کے ساتھ کام کر رہے تھے۔اپیل کنندہ کی طرف سے مسری سنگھ کو بھیجی گئی دوائیوں کی فہرست پر چھپی ہوئی انمٹ سیاہی میں یہ بیان تھا کہ یہ صرف طبی پیشہ ور افراد کے استعمال کے لیے تھی۔اپیل کنندہ پر منشیات اور جادو کے علاج (قابل اعتراض اشتہار) ایکٹ 1954 کی دفعہ 7 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 3 کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ٹرائل مجسٹریٹ نے اسے الزام عائد کیے گئے جرم کا مجرم پایا اور اسے 1000 روپے جرمانے کی سزا سنائی۔اپیل پر ایڈیشنل سیشن جج نے سزا کی تصدیق کی لیکن جرمانے کو کم کر کے 500 روپے کر دیا۔اپیل کنندہ کی نظر ثانی کی درخواست کو عدالت عالیہ نے مسترد کر دیا تھا۔موجودہ اپیل اس عدالت کی طرف سے دی گئی خصوصی اجازت پر ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ دفعہ 3 ایکٹ کی دیگر توضیعات تابع ہے اور اس لیے یہ دفعہ 14 کے تابع ہے جس میں کہا گیا ہے کہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر یا ہول سیل یا ریٹیل کیمسٹ کو مقرر کردہ طریقے سے خفیہ طور پر بھیجا گیا کوئی بھی اشتہار ایکٹ کی دیگر دفعات سے مستثنیٰ ہے۔اس سیکشن پر انحصار کرتے ہوئے یہ دلیل دی گئی کہ چونکہ اپیل کنندہ نے تحریری طور پر توہین آمیز مضامین بھیجنے کی درخواست کی ہے اس لیے اپیل کنندہ کا یہ پوچھنا کوئی فرض نہیں ہے کہ آیا وہ شخص رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر ہے یا کیمسٹ۔مزید برآں اپیل کنندہ نے ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے اصول 6 پر انحصار کیا اور دعوی کیا کہ چونکہ اس کی طرف سے بھیجی گئی فہرست میں ناقابل تلافی سیاہی میں چھپے ہوئے الفاظ تھے" صرف رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز کے استعمال کے لیے" اس نے قانون توضیعات کی تعمیل کی ہے۔

منعقد: (i) ایکٹ کے دفعہ 2 (ڈی) میں موجود "کسی بھی اشتہار کی اشاعت میں حصہ لینے" کی تعریف اتنی وسیع ہے کہ اس میں اشتہار کی پرنٹنگ اور اسے بھارت کے کسی بھی حصے میں بھیجنا شامل ہے۔ کسی شخص کو سزا دینے سے پہلے یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس کے گھر لائی گئی خلاف ورزی عادت کی خلاف ورزی کی نوعیت کی ہے۔ ایک واحد خلاف ورزی کسی شخص کو دفعہ 7 کے تحت مجرم بنا دے گی۔

(ii) دفعہ 3 دفعہ 14 توضیعات کے تابع ہے اور اگر اپیل کنندہ کا مقدمہ دفعہ 14 کے تحت آتا ہے تو دفعہ 3 اس کے خلاف نہیں لگائی جا سکتی۔ استغاثہ کو یہ دکھانا ہوگا کہ جس شخص کو فہرست بھیجی گئی تھی وہ میڈیکل پریکٹیشنر نہیں ہے۔ ایک بار یہ ثابت ہو جانے کے بعد اپیل کنندہ عدالت کو مطمئن کرے کہ اس کا مقدمہ دفعہ 14 (1) (سی) کے تحت آتا ہے۔ یہ حقیقت کہ اپیل کنندہ نے قاعدہ 6 کے تحت مقرر کردہ شرائط میں سے ایک کی تعمیل کی ہے، اپیل کنندہ کے معاملے کو دفعہ 14 (1) (سی) کے تحت نہیں لائے گی۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1962: کی فوجداری اپیل نمبر 157۔

فوجداری نظر ثانی کی درخواست نمبر 281 ڈی 1961 میں دہلی میں پنجاب عدالت عالیہ (سرکٹ بینچ) کے 9 فروری 1962 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

جے پی گوئل، اپیل کنندہ کے لیے۔

مدعا علیہ کے لیے بی کے کھنہ اور آر این سچتے۔

29 نومبر 1963۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر، ۔ جے۔ اپیل کنندہ، ڈاکٹر ریش پال شاہی، اور اس کی بیوی ڈاکٹر سشیلا شاہی، نئی دہلی کے جنگ پورہ میں ہومیو پیتھک ہسپتال کے مالک ہیں۔ وہ "ہومیو پیتھک ڈاکٹر" کے نام سے ایک جریدہ بھی چلاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ 15 مئی 1958 کو مسری سنگھ نے اپیل کنندہ کو لکھا کہ اس کی تیار کردہ دوائیں موثر ثابت ہو رہی ہیں، اور اس لیے اس نے اپیل کنندہ سے درخواست کی کہ وہ اسے اپنا جریدہ "ہومیو پیتھک ڈاکٹر" 15 جنوری 1958 سے خط کی تاریخ تک بھیجے۔ اس خط میں، مسری سنگھ نے ڈاکٹر سے درخواست کی کہ وہ انہیں ان دوائیوں کی فہرست بھیجیں جو شاید ان کی طرف سے چھاپے گئے ہوں اور انہوں نے مطلوبہ قیمتیں ادا کرنے کا وعدہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ وی پی پی کے ذریعے بھیجی جائیں۔ اس کے بعد، ایک پیکٹ جس میں "ہومیو پیتھک ڈاکٹر" کی کاپیاں ہیں، صفحہ 1 سے صفحہ 6 تک نمائش کریں اور صفحہ 7 کی نمائش کریں، جو کہ دوائیوں کی فہرست ہے، 24 مئی 1958 کو مسری سنگھ کو بھیجی گئی تھی۔ مسری سنگھ نے اپیل کنندہ کو مسٹر سیٹھ کی ہدایت پر لکھا تھا، جو دہلی انتظامیہ میں ایک افسر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مصری سنگھ کو پیکٹ موصول ہوا تو اس نے مسٹر سیٹھ اور دیگر گواہوں کی موجودگی میں اسے کھولا اور پیکٹ میں پی 1 سے صفحہ 7 تک کی نمائشیں پائی گئیں۔ استغاثہ نے الزام لگایا کہ یہ پیکٹ مسری سنگھ کو بھیج کر اپیل کنندہ اور اس کی بیوی دونوں نے 1954 کے منشیات اور

جادو کے علاج (قابل اعتراض اشتہار) ایکٹ کی دفعہ 7 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 3 کے تحت جرم کیا تھا۔ بعد میں، ڈاکٹر سشیلا شاہی کے خلاف شکایت واپس لے لی گئی اور مقدمہ صرف اپیل کنندہ کے خلاف آگے بڑھا۔

مقدمے کی سماعت میں، مسٹر سیٹھ، مسری سنگھ اور ڈاکٹر انںت پرکاش نے ثبوت پیش کیے، جن کے ساتھ مسری سنگھ کلرک کے طور پر کام کرتی ہیں۔ اپیل گزار سے مقدمے کی سماعت کرنے والے قابل مجسٹریٹ نے پوچھ گچھ کی، اور اس نے اعتراف کیا کہ صفحہ 1 سے صفحہ 7 تک مشری سنگھ کو بھیجا گیا تھا۔ ان حقائق پر، مجسٹریٹ نے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ الزام عائد قابل جرم کا مجرم ہے اور اسے 1,000 روپے جرمانہ ادا کرنے کی سزا سنائی۔ اپیل کنندہ نے نئی دہلی میں ایڈیشنل سیشن جج کے سامنے اپیل کر کے اس حکم کی درستگی کو چیلنج کیا۔ قابل ایڈیشنل سیشن جج نے شواہد پر غور کیا، اور ٹرائل مجسٹریٹ کے ذریعے درج کردہ نتائج کی تصدیق کی۔ نتیجے میں، اپیل کنندہ کے خلاف منظور کیے گئے سزا کے حکم کی توثیق کی گئی لیکن سزا کے حوالے سے قابل ایڈیشنل سیشن جج نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ 500 روپے کا جرمانہ انصاف کے مقاصد کو پورا کرے گا۔ اپیلٹ عدالت ذریعے کیے گئے نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ نمائش صفحہ 1 سے صفحہ 7 پر مشتمل پارسل اپیل کنندہ نے مسری سنگھ کو بھیجا تھا۔ صفحہ 1 سے صفحہ 6 تک جو کہ "ہومیو پیتھک ڈاکٹر" کی اشاعت کے نمبر ہیں، وہ ایکٹ کی شرارت کے دائرے میں نہیں آئے، لیکن صفحہ 7 کو ظاہر کریں، جو کہ "فیہر ستے مجاربت" ہے، ایکٹ کی شرارت کے دائرے میں آیا۔ یہ دوائیوں کی ایک فہرست ہے، اور اس کا مقصد ان کے اثرات کو بیان کرتے ہوئے مذکورہ دوائیوں کی تشہیر کرنا ہے، اور دوائیوں کی قیمتیں بھی چھاپ دی جاتی ہیں۔ چونکہ قابل ایڈیشنل سیشن جج نے پایا کہ اپیل کنندہ نے مشری سنگھ کو ایکسبٹ پیج 7 بھیجا تھا، اس لیے اس کی سزا کو ایکٹ کی دفعہ 7 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 3 کے تحت جائز قرار دیا گیا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ اس معاملے کو ایک نظر ثانی درخواست کے ذریعے عدالت عالیہ کے سامنے لے گیا۔ اس کی جانب سے عدالت عالیہ کے سامنے اس سوال کا فیصلہ کرتے ہوئے کہ آیا اپیل کنندہ دفعہ 7 کے ساتھ پڑھی گئی دفعہ 3 کے تحت مجرم تھا، دفعہ 14 (1) (سی) میں موجود توضیعات اثر کو مناسب طریقے سے سراہا نہیں گیا تھا۔ عدالت عالیہ اس دلیل سے متاثر نہیں ہوئی۔ اس کے مطابق، اپیل کنندہ کی طرف سے دائر نظر ثانی کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا۔ یہ اس حکم کے خلاف ہے کہ اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آیا ہے۔

اپنی طرف سے، مسٹر گوئل نے دعوی کیا ہے کہ اپیل کنندہ کی سزا جائز نہیں ہے، کیونکہ اپیل کنندہ کا معاملہ ایکٹ کی دفعہ 14 (1) (سی) کے تحت آتا ہے۔ اس دلیل کی خوبیوں کا فیصلہ کرنے میں ایکٹ کی متعلقہ توضیعات حوالہ دینا ضروری ہے۔ یہ قانون بعض صورتوں میں منشیات کے اشتہارات پر قابو پانے، جادوئی خصوصیات کے حامل مبینہ علاج کے بعض مقاصد کے لیے اشتہار پر پابندی لگانے اور اس سے متعلق معاملات کی فراہمی کے لیے منظور کیا گیا ہے۔ سیکشن 2 میں تعریفیں شامل ہیں۔ دفعہ 2 (ڈی) میں کسی بھی اشتہار کی اشاعت میں حصہ لینا کی وضاحت کی گئی ہے جس میں (1) اشتہار کی پرنٹنگ، (2) ان علاقوں سے باہر کسی بھی اشتہار کی اشاعت جس میں یہ ایکٹ مذکورہ علاقوں میں رہنے والے شخص کے ذریعے یا اس کے کہنے پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ بات قابل غور ہوگی کہ کسی بھی اشتہار کی اشاعت میں کوئی بھی حصہ لینا کی تعریف ایک جامع تعریف ہے، اور دونوں شقیں واضح طور پر بیان محاورہ کا بنیادی مفروضہ سامنے لاتی ہیں کہ اگر ممنوعہ مضمون بھیجا جاتا ہے تو یہ قانون کے معنی میں اشاعت کے مترادف ہوگا۔ ممنوعہ مضمون یا اشتہار کی پرنٹنگ اشاعت میں شامل ہے۔ لیکن اشاعت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف پرنٹنگ ہی اشاعت کا مطلب شق (2) کے تحت مذکورہ اشتہار کو بھارت سے باہر بھیجنا ہے، اور اس لیے، اگر بھارت سے باہر اشتہار بھیجنا جامع تعریف کے دائرے میں لایا جاتا ہے، تو اس نتیجے کی مزاحمت کرنا مشکل ہے کہ وہی اشتہار بھارت کے ان علاقوں میں بھیجنا جس پر ایکٹ لاگو ہوتا ہے، اشاعت کے مترادف ہوگا۔ لہذا ہمیں

ایسا لگتا ہے کہ دفعہ (2 ڈی) کے ذریعہ تجویز کردہ تعریف اتنی وسیع ہے کہ اشتہار کی پرنٹنگ اور اسے بھارت کے کسی بھی حصے میں بھیجنے کے لیے کافی ہے۔

یہ ہمیں ایکٹ کے دفعہ 3 پر لے جاتا ہے۔ دفعہ 3 (سی) اور (ڈی) وہ توضیعات جن سے ہمارا تعلق ہے۔ وہ فراہم کرتے ہیں کہ :

".3 اس ایکٹ توضیعات کے تابع، کوئی بھی شخص کسی ایسے اشتہار کی اشاعت میں حصہ نہیں لے گا جس میں کسی ایسی دوا کا حوالہ دیا گیا ہو جس کے لحاظ سے اس دوا کے استعمال کی تجویز یا حساب لگایا گیا ہو۔

(c) خواتین میں ماہواری کی خرابی کی اصلاح؛ یا

(d) کسی جنسی بیماری یا کسی دوسری بیماری یا حالت کی تشخیص، علاج، تخفیف، علاج یا روک تھام جو اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد میں متعین کی جا سکتی ہے۔

یہ پایا گیا ہے اور اب اس پر اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ اشتہارات کی فہرست (صفحہ 7 کی نمائش) میں ایسی دوائیں ہیں جو دفعہ 3 (سی) اور (ڈی) کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔

دفعہ 7 میں جرمانے کا التزام ہے، اور اس میں کہا گیا ہے کہ:

" جو بھی اس ایکٹ کی کسی بھی توضیعات خلاف ورزی کرے گا، اسے سزا دی جائے گی—

(a) پہلی سزا کی صورت میں، چھ ماہ تک کی قید، یا جرمانے، یا دونوں کے ساتھ؛

(b) بعد میں سزا پانے کی صورت میں قید جس کی مدت ایک سال تک ہو سکتی ہے، یا جرمانے کے ساتھ، یا دونوں کے ساتھ۔

اس دفعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کسی شخص کو سزا دینے سے پہلے یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس کے گھر لائی گئی خلاف ورزی عادت کی خلاف ورزی کی نوعیت کی ہے۔ کسی شخص کے خلاف ثابت ہونے والی واحد خلاف ورزی اسے دفعہ 7 کے تحت مجرم بنا دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ تعزیراتی سیکشن کی طرف سے اپنائی گئی اسکیم یہ ہے کہ اس میں پہلے جرم کے لیے کم سزا اور اس کے بعد کے جرائم کے لیے نسبتاً زیادہ سنگین سزا کا التزام ہے۔

مسٹر گوئل کا مؤقف ہے کہ اس سوال پر غور کرتے ہوئے کہ آیا اپیل کنندہ دفعہ 3 اور دفعہ 7 کے تحت مجرم ہے، اس پر غور کرنا ضروری ہے کہ آیا یہ معاملہ دفعہ 14 کے تحت آتا ہے یا نہیں۔ وہ دلیل دیتے ہیں کہ دفعہ 3 "اس ایکٹ توضیعات کے تابع" شق سے

شروع ہوتی ہے، اور وہ زور دیتے ہیں کہ اگر اپیل کنندہ کا مقدمہ دفعہ 14 توضیعات کے تحت آسکتا ہے تو دفعہ 3 اس کے خلاف نہیں لگائی جاسکتی۔ یہ دلیل بلاشبہ درست ہے۔ دفعہ 14 مستثنیات فراہم کرتا ہے، اور یہ بتاتا ہے کہ ایکٹ میں کچھ بھی اس کی طرف سے مقرر کردہ شقوں کے تحت آنے والے معاملات پر لاگو نہیں ہوگا۔ مسٹر گوئل دفعہ 14(1)(سی) پر انحصار کرتے ہیں، جس میں کہا گیا ہے کہ :

"اس ایکٹ میں کچھ بھی لاگو نہیں ہوگا—

کسی بھی دوا سے متعلق کوئی اشتہار جو مقرر کردہ طریقے سے خفیہ طور پر صرف رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر یا ہول سیل یا ریٹیل کیمسٹ کو رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز کے درمیان یا ہسپتال یا لیبارٹری میں تقسیم کرنے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر مسری سنگھ نے اپیل کنندہ کو خط لکھا اور اسے ادویات کی فہرست بھیجنے کی دعوت دی تو یہ توقع نہیں کی جاتی تھی کہ اپیل کنندہ انکوائری کرے کہ آیا مسری سنگھ ایک رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر تھی یا نہیں۔ اس سلسلے میں، اس نے ہماری توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی ہے کہ مسری سنگھ درحقیقت ڈاکٹر اننت پرکاش کے ساتھ کلرک کے طور پر کام کر رہی ہے، اور اس حقیقت کو مسٹر گوئل کے ذریعے کام میں لایا گیا ہے تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ اپیل کنندہ کا خیال تھا کہ مسٹر مسری سنگھ ایک رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر تھے۔ تاہم، اس طرح کی عرضی نیچے دی گئی کسی بھی عدالت عالیان میں نہیں کی گئی ہے۔ درحقیقت، ریکارڈ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اپیل کنندہ مسری سنگھ یا اس کی ملازمت کے بارے میں کچھ جانتا تھا۔ لہذا، مسٹر گوئل نے ہمارے سامنے پہلی بار یہ بات پیش کرنے کی کوشش کی کہ اپیل کنندہ کو نیک نیتی سے یقین ہوسکتا ہے کہ مسری سنگھ ایک رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر ہے جو اس کا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہ ایک حقیقت کے طور پر ثابت ہوچکا ہے کہ مسٹر مسری سنگھ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر نہیں ہیں، اور اس لیے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اپیل کنندہ یہ دعوی کر سکتا ہے کہ اس کا معاملہ دفعہ 14(1)(سی) کے تحت آتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اپیل گزار کے پاس گھر لانے کے لیے استغاثہ کو یہ ظاہر کرنا پڑ سکتا ہے کہ جس شخص کو فہرست بھیجی گئی تھی وہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر نہیں تھا۔ ایک بار جب یہ حقیقت قائم ہوجاتی ہے، تو اپیل کنندہ کو عدالت کو مطمئن کرنا ہوتا ہے کہ اس کا مقدمہ دفعہ 14(1)(سی) کے تحت آتا ہے۔ اسی سلسلے میں مسٹر گوئل نے ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے اصول 6 پر انحصار کیا۔ قاعدہ 6 یہ بتاتا ہے کہ :

"منشیات سے متعلق اشتہارات پر مشتمل تمام دستاویزات، جن کا حوالہ دفعہ 14 کے ذیلی سیکشن (1) کی شق (سی) میں دیا گیا ہے، ڈاک کے ذریعے رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر یا ہول سیل یا ریٹیل کیمسٹ کو بھیجی جائیں گی۔

اصول میں مزید کہا گیا ہے کہ" اس طرح کے دستاویزات پر سب سے اوپر، نمایاں انداز میں انمٹ سیاہی میں چھپے ہوئے الفاظ ہوں گے،" صرف رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز یا ہسپتال یا لیبارٹری کے استعمال کے لیے"۔ یہ عام بنیاد ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے مسری سنگھ کو بھیجی گئی فہرست پر انمٹ سیاہی میں یہ بیان چھپا ہوا ہے کہ یہ صرف رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز کے استعمال کے لیے تھی۔ مسٹر گوئل تجویز کرتے ہیں کہ ایک بار جب یہ دکھایا جائے کہ فہرست قاعدہ 6 کے تقاضے کے اس حصے کی تعمیل کرتی ہے تو یہ ماننا چاہیے کہ اپیل کنندہ کا معاملہ دفعہ 14(1)(سی) کے تحت آتا ہے۔ ہم اس دلیل کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ قاعدہ 6 کچھ شرائط تجویز

کرتا ہے جن کی تعمیل ایک ایسے شخص کو کرنی ہوتی ہے جو ادویات کی فہرستیں بھیجتا ہے جن پر ایکٹ لاگو ہوتا ہے تاکہ اس کے معاملے کو دفعہ 14(1)(سی) کے اندر لایا جا سکے۔ ایک ضرورت یہ ہے کہ فہرست کو انمٹ سیاہی میں چھاپنا چاہیے جس بیان کا ہم نے ابھی حوالہ دیا ہے۔ دوسری ضرورت جس کا یہ حوالہ دیتا ہے وہ یہ ہے کہ فہرست رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر یا ہول سیل یا ریٹیل کیمسٹ کو بھیجی جانی چاہیے۔ اس ضرورت کے سلسلے میں، ہمارے پاس دفعہ 14(1)(سی) کی طرف سے مقرر کردہ قانونی شق ہے کہ اسے خفیہ طور پر رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر کو بھیجا جانا چاہیے۔ یہ حقیقت کہ قاعدہ 6 کے ذریعہ مقرر کردہ شرائط میں سے ایک کی تعمیل کی گئی ہے اس نتیجے پر نہیں پہنچتی ہے کہ دفعہ 14(1)(سی) یا قاعدہ 6 کے ذریعہ مقرر کردہ دیگر شرائط کی بھی تعمیل کی گئی ہے۔ لہذا، ہمیں نہیں لگتا کہ مسٹر گوئل کا یہ دعویٰ جائز ہے کہ ان کا مقدمہ دفعہ 14(1)(سی) کے تحت آتا ہے۔

مسٹر گوئل نے ہماری توجہ اس حقیقت کی طرف بھی مبذول کرائی ہے کہ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں اپیل کنندہ کو مشری سنگھ کو نمائش کا صفحہ 7 بھیجنے کے لیے اکسایا گیا تھا، اور وہ دلیل دیتے ہیں کہ جیسے ہی مسٹر مشرا سنگھ کو پتہ چلا کہ یہ فہرست انمٹ سیاہی میں موجود ہے کہ یہ بیان کہ یہ رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز کے لیے تھا، اسے دیکھنے کی زحمت کرنے کی ضرورت نہیں تھی، اور درحقیقت اسے اپیل کنندہ کو واپس بھیجنا چاہیے تھا۔ یہ دلیل، ہماری رائے میں، اچھی طرح سے تصور نہیں کی گئی ہے۔ اس قانون کا پورا مقصد نادان لوگوں کو صرف اس وجہ سے دوائیں خریدنے کے لیے دھوکہ دہی سے بچانا ہے کہ ان کے اثر کو بول چال میں اشتہار دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایکٹ میں کہا گیا ہے کہ مختلف ادویات کی خصوصیات اور صفات بیان کرنے والی ادویات کی فہرستیں صرف رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز یا اسپتالوں کو بھیجی جانی چاہئیں۔ ایسا ہونے کی وجہ سے، اس بات پر زور دینا مناسب دلیل نہیں ہوگی کہ اگرچہ اپیل کنندہ نے فہرست کسی ایسے شخص کو بھیجی ہو جو رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر نہ ہو، لیکن فہرست کا وصول کنندہ اس کے تحفظ میں ہونا چاہیے تھا اور اسے فہرست میں نہیں دیکھنا چاہیے تھا۔ اس لیے ہم مطمئن ہیں کہ عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ درست تھا کہ اپیل کنندہ کے خلاف عائد جرم مناسب طریقے سے ثابت ہو چکا ہے۔ سزا کے حوالے سے، فاضل ایڈیشنل سیشن جج نے ایک لاکھ روپے کی سزا کم کر دی ہے۔ لرنڈ ٹرائل مجسٹریٹ کی طرف سے اپیل کنندہ پر 500 روپے کا جرمانہ عائد کیا گیا اور یہ کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک منصفانہ حکم ہے۔

نتیجے میں، اپیل ناکام ہو جاتی ہے، اور مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 11:28
I attest to the accuracy and integrity of this document